QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سکھ مت میں مذہبی علامات کا تاریخی و تہذیبی ارتقاء: ایک تحقیقی جائزہ

HISTORICAL AND CULTURAL EVOLUTION OF RELIGIOUS SYMBOLS IN SIKHISM: A RESEARCH REVIEW

Azhar Hussain[1]

Hafiz Muhammad Ammar[2]

Muhammad Abdullah[3]

Abstract:

The representative symbols of Sikhism reflect the deep historical, spiritual, and cultural values of this religion. These symbols not only establish the religious identity of Sikhs but also represent their beliefs, principles, and history. The Gurdwara is the central place of worship in Sikhism, with its history dating back to the era of Guru Nanak. Initially known as Dharamshala, these were later transformed into Gurdwaras. The Gurdwara is not only a center of worship but also an important institution for social service (Seva), langar (free meals), and hospitality.Among the most prominent symbols of Sikhism are the Five Ks (Panj Kakke), introduced by the tenth Guru, Gobind Singh, in 1699. These consist of Kesh (uncut hair), Kangha (wooden comb), Kara (iron bracelet), Kachera (specific undergarment), and Kirpan (short sword). These symbols represent the external identity of Sikhs, each with a specific spiritual and practical purpose. For example, the Kara symbolizes unity and eternity, the Kangha represents cleanliness and discipline, and the Kirpan stands for defense and justice.The turban (Dastar or Pagri) is an essential part of Sikh men's attire, symbolizing honor, self-respect, and spiritual purity. During Guru Gobind Singh's time, the turban was made an integral part of Sikh dress, establishing a distinct identity for Sikhs in contrast to Muslim rulers. Ik Onkar (One Creator) is the fundamental monotheistic symbol of Sikhism, inscribed at the beginning of the Guru Granth Sahib. This symbol reminds Sikhs of the oneness and eternal reality of God.The Khanda (double-edged sword) is another significant symbol of Sikhism, representing spiritual and temporal power. It is associated with Guru Gobind Singh's era and has become a symbol of defense and justice for Sikhs. The Nishan Sahib (saffron or white flag) is hoisted at Gurdwaras, symbolizing the collective identity and sovereignty of Sikhs. It is respectfully replaced during the Vaisakhi festival.The history and importance of these symbols highlight the evolution of Sikhism, its beliefs, and cultural aspects. These symbols are not only part of Sikhs' religious lives but also strongly reflect their collective identity and unity.

تعارف موضوع

سکھ مت کی مذہبی علامات کا تاریخی و تہذیبی ارتقاء ایک ایسا موضوع ہے جو نہ صرف مذہبی مطالعات بلکہ جنوبی ایشیائی ثقافت اور تاریخ کی تفہیم کے لیے بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ سکھ مت، جو پندرہویں صدی کے آخر میں پنجاب کے خطے میں وجود میں آیا، نے اپنے ارتقاء کے دوران متعدد مذہبی علامات کو جنم دیا جو اس کے عقائد، اقدار اور تاریخی تجربات کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ علامات نہ صرف سکھوں کی مذہبی شناخت کا حصہ ہیں بلکہ ان کے تہذیبی ورثے اور اجتماعی memory کے بھی اہم عناصر ہیں۔ سکھ مت کی بنیاد گرونانک نے رکھی، جن کی تعلیمات نے ایک خدا، انسانوں کی برابری، اور سماجی انصاف پر زور دیا۔ ان تعلیمات نے سکھ مت کی بنیاد رکھی، جو بعد میں دس گروؤں کے ذریعے ترقی پاتی رہی۔ سکھ مت کی مذہبی علامات، جیسے کہ پانچ ککے (Five Ks)، گردوارہ، اک اونکار، کھنڈا، اور نشان صاحب، نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنی شکل اور معنویت میں ارتقاء کیا ہے۔ ان علامات کی تاریخ سکھ مت کے ابتدائی دور سے لے کر موجودہ زمانے تک پھیلی ہوئی ہے، اور یہ سکھ تاریخ کے اہم واقعات اور تبدیلیوں کی گواہ ہیں۔ پانچ ککے، جن میں کیس (بغیر کٹے بال)، کنگھا (لکڑی کی کنگھی)، کڑا (لوہے کا کنگن)، کچھا (مخصوص زیر جامہ)، اور کرپان (چھوٹی تلوار) شامل ہیں، دسویں گرو گوبند سنگھ کے دور میں متعارف ہوئے۔ یہ علامات نہ صرف سکھوں کی ظاہری شناخت ہیں بلکہ ان کے روحانی اور اخلاقی اقدار کی بھی نمائندگی کرتی

[1] Ph.D Scholar Shaikh Zayed Islamic centre PU, azhar772235@gmail.com

[2] Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies (IIS), University of the Punjab, Lahore, Punjab

[3]M.Phil Islamic studies NCBA&E DHA comps, Lahore

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ہیں۔مثال کے طور پر، کڑا اتحاد اور لافانیت کی علامت ہے، جبکہ کرپان دفاع اور انصاف کی علامت ہے۔ان علامات کے ارتقاء میں سکھ مت کے تاریخی اور ثقافتی حالات نے اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر مغل حکمرانوں کے ساتھ تنازعات کے دور میں۔ گردوارہ سکھ مت کی مرکزی عبادت گاہ ہے، جو نہ صرف عبادت بلکہ سماجی خدمت (سیوا)، لنگر (مفت کھانا)، اور مہمان نوازی کا بھی مرکز ہے۔ گردواروں کا ارتقاء ابتدائی دھرم شالا سے جدید دور کے عظیم الشان عمارتوں تک ہوا ہے۔تاریخی طور پر، گردواروں نے سکھ برادری کے اجتماعاتی مراکز کے طور پر کام کیا ہے، جہاں مذہبی تعلیمات کے ساتھ ساتھ سماجی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیا جاتا رہا ہے۔اک اونکار (ایک خالق) سکھ مت کی بنیادی توحیدی علامت ہے، جو گرو گرنتھ صاحب کے آغاز میں درج ہے۔ یہ نشان سکھوں کو خدا کی وحدانیت اور اس کی لافانی حقیقت کی یاد دلاتا ہے۔اک اونکار کے تصور نے سکھ مت کے فلسفے کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اور یہ سکھ مت کی دیگر مذاہب کے ساتھ مماثلت اور افتراق دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔ کھنڈا (دودھاری تلوار) سکھ مت کی ایک اور اہم علامت ہے، جو روحانی اور دنیاوی طاقت کی نمائندگی کرتی ہے۔اسے گرو گوبند سنگھ کے دور سے منسلک کیا جاتا ہے، اور یہ سکھوں کے لیے دفاع اور انصاف کی علامت بن گئی ہے۔ کھنڈے کے ارتقاء میں سکھ تاریخ کے عسکریتی دور کا اہم کردار رہا ہے، جب سکھوں کو اپنے عقائد کی حفاظت کے لیے جنگجو بننا پڑا۔نشان صاحب (سفید یا زعفرانی جھنڈا) گردواروں پر لہرایا جاتا ہے، جو سکھوں کی اجتماعیت اور خود مختاری کی علامت ہے۔ یہ جھنڈا سکھ برادری کی روایت اور عزم کی نشاندہی کرتا ہے، اور اسے بیساکھی کے موقع پر احترام کے ساتھ تبدیل کیا جاتا ہے۔ سکھ مت کی مذہبی علامات کا ارتقاء نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی اور سیاسی تبدیلیوں سے بھی متاثر ہوا ہے۔ مثال کے طور پر، مغل دور میں سکھوں کے ساتھ تنازعات نے ان علامات کی تشکیلی میں اہم کردار ادا کیا۔اسی طرح، برطانوی دور میں سکھ مت کی علامات نے نئی شکلیں اختیار کیں، اور ان کا استعمال سکھ شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے کیا گیا۔آج کے دور میں، سکھ مت کی یہ علامات نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی شناخت کا بھی اہم ذریعہ ہیں۔ یہ علامات سکھ برادری کے لیے ان کے ماضی، حال اور مستقبل کے درمیان ایک رابطے کا کام کرتی ہیں، اور ان کی تاریخی اور تہذیبی اہمیت مسلمہ ہے۔

تحقیق کے اس جائزے میں، ہم سکھ مت کی ان مذہبی علامات کے تاریخی و تہذیبی ارتقاء کا گہرائی سے جائزہ لیں گے، اور دیکھیں گے کہ کیسے یہ علامات وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہی ہیں، اور کیسے انہوں نے سکھ مت کی شناخت کو تشکیل دیا ہے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت

سکھ مت میں مذہبی علامات کے تاریخی و تہذیبی ارتقاء کے مطالعہ کی ضرورت اور اہمیت متعدد پہلوؤں سے واضح ہے۔ یہ موضوع نہ صرف مذہبی تاریخ کے طالب علموں بلکہ سماجی علوم، ثقافتی مطالعات اور بشریات کے محققین کے لیے بھی یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ سکھ مت کی علامات محض ظاہری شکلیں نہیں بلکہ یہ اس مذہب کے بنیادی اصولوں، تاریخی جدوجہد اور ثقافتی اقدار کی عکاسی کرتی ہیں۔ان علامات کے ذریعے سکھ برادری نے نہ صرف اپنی مذہبی شناخت برقرار رکھی بلکہ مختلف تاریخی ادوار میں سماجی وسیاسی چیلنجز کا مقابلہ بھی کیا۔اس موضوع کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ جنوبی ایشیائی خطے کی مذہبی تاریخ اور ثقافتی ارتقاء کو سمجھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ سکھ مت کی علامات کا ارتقاء درحقیقت اس خطے کی تاریخ کے اہم واقعات - جیسے مغل دور، سکھ سلطنت کا عروج، برطانوی استعمار اور تقسیم ہند - کا آئینہ دار ہے۔ ہر دور نے ان علامات کی تشکیلی میں اہم کردار ادا کیا اور انہیں نئے معانی و مفاہیم سے ہمکنار کیا۔مزید برآں، یہ موضوع بین المذاہب ہم آہنگی اور باہمی تفہیم کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ سکھ مت کی علامات میں ہندو اور اسلامی ثقافتی عناصر کا امتزاج صاف نظر آتا ہے، جو جنوبی ایشیائی ثقافتوں کے باہمی interconnection کو ظاہر کرتا ہے۔مثال کے طور پر 'اک اونکار' کا تصور ویدک فلسفے اور اسلامی توحید دونوں سے متاثر نظر آتا ہے، جبکہ گردوارہ کی تعمیر میں اسلامی اور ہندوستانی طرز تعمیر کا حسین امتزاج ملتا ہے۔

عصر حاضر کے تناظر میں یہ موضوع اور بھی اہم ہو جاتا ہے جب مذہبی علامات کے استعمال اور ان کی تشریح نئے چیلنجز سے دوچار ہے۔ عالمگیریت، نقل مقانی اور ثقافتی تبدیلیوں کے اس دور میں سکھ برادری ان علامات کے ذریعے نہ صرف اپنی مذہبی شناخت برقرار رکھ رہی ہے بلکے انہیں نئے معانی بھی دے رہی ہے۔ سکھ نوجوان نسل ان علامات کو کس نظر سے دیکھتی ہے اور جدید دور میں ان کی کیا معنویت ہے - یہ سوالات اس تحقیق کو موجودہ دور کے لیے خاصا متعلقہ بناتے ہیں۔اس کے علاوہ، یہ مطالعہ مذہبی علامات کے نظریاتی پہلوؤں کو سمجھنے میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔ سکھ مت کی ہر علامت ایک گہرے فلسفیانہ اور اخلاقی پیغام کی حامل ہے۔ کیس (بغیر کٹے بال) فطری حالت کو برقرار رکھنے کا پیغام دیتے ہیں تو کڑا خدا سے وابستگی کی یاد دہانی کراتا ہے۔ کرپان ظلم کے خلاف مزاحمت کی علامت ہے تو کچھا پاکیزگی کی۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تحقیقی اعتبار سے یہ موضوع ایک بین الشعبائی(interdisciplinary)نقطہ نظر کی طلب گار ہے جس میں تاریخ، مذہبیات، سماجیات، فنون اور ثقافتی مطالعات سب شامل ہیں۔ یہ جامع نقطہ نظر نہ صرف سکھ مت کی علامات کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دے گا بلکہ مذہبی علامات کے عمومی مطالعہ کے لیے بھی ایک نمونہ پیش کرے گا۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ سکھ مت کی مذہبی علامات کے تاریخی و تہذیبی ارتقاء کا مطالعہ نہ صرف ایک مذہبی روایت کی تفہیم کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ انسانی ثقافت اور سماج کے ارتقاء کو سمجھنے کے لیے بھی ایک اہم کلید فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیق نہ صرف ماضی کو سمجھنے بلکہ حال کو پرکھنے اور مستقبل کے راستے متعین کرنے میں بھی معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

مقاصد تحقیق

1. سکھ مت کی مذہبی علامات کے تاریخی ارتقاء کا جائزہ لینا، خاص طور پر دس گروؤں کے ادوار میں ان کی نشوونما اور تبدیلیوں کا تجزیہ کرنا۔
2. سکھ مذہبی علامات کے ثقافتی اور تہذیبی پہلوؤں کا مطالعہ کرنا، اور ان کے جنوبی ایشیائی ثقافت کے ساتھ تعلقات کو واضح کرنا۔
3. سکھ مت کی بنیادی علامات (پانچ ککے، اک اونکار، کھنڈا) کے فلسفیانہ اور مذہبی مفاہیم کی تشریح کرنا اور ان کے عقیدتی پہلوؤں کو واضح کرنا۔
4. مختلف تاریخی ادوار (مغل دور، برطانوی استعمار، موجودہ دور) میں سکھ مذہبی علامات کے استعمال اور تشریح میں تبدیلیوں کا تجزیہ کرنا۔
5. عصر حاضر میں سکھ مذہبی علامات کے نئے چیلنجز اور مواقع کا جائزہ لینا، خاص طور پر عالمگیریت اور ثقافتی تبدیلیوں کے تناظر میں۔

بنیادی سوالات تحقیق

1. سکھ مت کی مذہبی علامات نے تاریخی طور پر کس طرح سکھ شناخت کی تشکیل اور تحفظ میں کردار ادا کیا ہے؟
2. مختلف تاریخی اور ثقافتی تبدیلیوں نے سکھ مذہبی علامات کی تشکیل اور تشریح کو کس طرح متاثر کیا ہے؟

سکھ مت کا تعارف

ہر اصلاحی تحریک کے بانی اپنے دور کے بہت بڑے بصیرت افروز اور فہم و فراست کے مالک تھے۔ ان کے پاس خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کشف کے کمالات اور علمی ذخائر بھی موجود تھے۔ وہ اپنے حالات، ماحول کو بخوبی سمجھنے کے اہل ہوئے ہیں ان میں ہی ایک بابا گرونانک صاحب بھی تھے جنہوں نے ایک اعلیٰ ہندو خاندان میں پرورش حاصل کی اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف لو لگا کر اپنی زندگی گزارنے پر تل گئے۔ بابا گرونانک صاحب نے اپنی ساری زندگی راہ حق میں گزاری، لوگوں کو ایک خدا کی تعلیم کی طرف راغب کیا۔ لوگوں میں وحدت پسندی، برابری اور مساوات کی تعلیم دی، ہندوؤں میں ذات پات کے تصور کو ختم کرنے میں شب و روز کام کیا۔ ہندوں میں ستی کی رسم کے خلاف کام کیا۔

گرونانک سکھ مذہب کے بانی تھے جو کہ انہوں نے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان ایک مفاہمت پیدا کرنے کے طریقے پر جاری کیا۔ انہوں نے واہے گرو کا لفظ بھی مسلمانوں اور ہندوؤں کی زبانوں سے حاصل کیا یعنی فارسی زبان جو کہ مسلمانوں کی زبان بھی ہے اس سے واہ کا لفظ لیا اور سنسکرت جو کہ ہندوں کی زبان بھی تھی اس سے گرو کا لفظ لیا۔ تو اس طرح مسلمانوں اور ہندوؤں میں مفاہمت پیدا کرنے کے لیے واہیگرو کا لفظ ایجاد کیا جس سے مراد اللہ تعالیٰ مراد لیا جاتا ہے۔

گرونانک اصول پرست انسان تھے۔ انہوں نے ساری گیان و دھیان میں زندگی گزار کر انسانیت کی خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ انہوں نے توحید کا پرچار کیا۔ ہندوستان کی بری رسومات جن میں ستی کی رسم اور ذات پات کی رسم نمایاں طور پر نظر آتی ہیں ان کی سر عام مخالفت کی۔ عورت کے برابری کے مقام کو بلند کیا۔ نشہ آور ادویات، عریانی کی مخالفت کی۔ گروبانی انسان کی برائیوں کو روکنے کے لیے مددگار ہوتی ہے۔ انہوں نے ایسا وسیع النظر، مساوی اصول سری گرو گرنتھ صاحب جی میں موجود ہیں اور یہ اصول اقوام عالم کے مشترکہ جیون کا بنیادی پتھر ہے۔ یہ سکھوں کے انسانی بھائی چارے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور یہ کہ مساوات اور میل ملاپ سکھ دھرم (گورومت) کی بنیاد ہے۔[4]

[4] بابا گرونانک: تعلیمات، کلام اور حالات زندگی، سردار جی سنگھ، مترجم: امیر علی خان، سیون سکائی پبلیکیشنز، لاہور 2006ء، ص:331307-315/314-

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

گردوارہ

سیوا سنگھ خالصی گرودوارے کے لفظی معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "لفظ گردوارہ دو لفظوں سے مل کرتا ہے۔ گرواور دوارہ گرو کا مطلب ہے گرو گرنھ صاحب اور دوارہ کا مطلب ہے گھر یا دہلیز۔[5]

سکھوں کے مندر کو گردوارہ کہتے ہیں جہاں وہ عبادت کرتے ہیں۔ گردوارے کی تعمیر کسی خاص انداز میں نہیں کی جاتی صرف سادہ سی عمارت بنائی جاتی ہے۔[6]

گردوارہ کی تاریخ

پہلے پہل گردوارہ دھرم شالا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ گرونانک نے سب سے پہلا دھرم شالا کرتار پور میں تعمیر کیا جہاں انہوں نے تین دہائیوں کے سفر کے بعد رہائش اختیار کی ان کا کہنا ہے کہ دھرم شالا کی بنیاد انہوں نے خدا کے حکم سے کی جس کی ان وحی کی گئی۔

Inclucate men's devotion towards me and strengthen Vishnu) have ramsal (temple), the jogis (asccetics devoted to a their obedience to dharma. As Vaishnavas (followers of yogic way of life) have their asanas (seats) and the muslims their masjids (mosques), so your followers shall have their dharamshala."

یوان سنگھ ڈھلن لکھتے ہیں:

"The evidence at our disposal suggests that the institution of dharamshala was introduced in indian sub-continent almost simultaneously with the foundationof Sikhism. In the century that followed with acive involvement pf the sikh gurus and the hardwork put into by the sikh missionaries the distinctive symbol of Sikhism. Within a short span of time the entire country especially the Punjab and the trade routes running between Chitagong and Kabul on the other hand, Agra and Burhapur, on the other, were found studded with the sikh dharamshalas"

دھرم شالا گرونانک کے عقیدت مندوں نے بنایا تاکہ وہ گرو صاحب کی روزانہ کی عبادت دیکھیں اور اپنائیں۔ لیکن دھرم شالا باقاعدہ ادارے کی حیثیت سے گرد صاحب کے بعد تعمیر کیا گیا۔ گروانڈ نے خدر میں دھرم شالہ کی بنیاد رکھی جو گردوارے کی جانب ایک قدم تھا۔

دلبر سنگھ ڈھلان کے مطابق:

"Under Guru Amar Das, the third Nanak, a dharamshala at Goindwal was another adittion to the number of the dharamshalas. It also gave a new dimension to the foundationing of dharamshala. The fourth Nanak, Guru Ram Das, dug a tank over the land laying between the villages of Sultanwind, Tung, Gumtala and Gilwali. The neighbourhood ofTank developed in the form of a town known as Ram Das Putra and it became a religious capital of Sikhs."

[5] Sikhism: Religions of the World, Sewa Singh Khalsi, Chelsea House Publishers, USA, 2005, pg:55

[6] Faith And Philosophy of Sikhism, Sardar Harjeet singh, Kalpaz Publications, India, 2009, pg:289

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کی۔ ڈاکٹر ایس ایس بھٹی لکھتا ہے کہ گروار جن دیو نے بہت سے دھرم شالوں کو گردواروں میں تبدیل کیا اور نئے گردواروں کی بنیاد رکھی، اس دور میں تارن تاران، رام سر، کرتارپور، گوبندوال، خدور، امرتسر اور لاہور میں گوردوارے تعمیر کئے گئے۔[7]

جے ایس رندھیر کے مطابق بہت سے گوردوارے اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی میں تعمیر کیے گئے جب سکھوں نے پنجاب میں سیاسی طاقت حاصل کی تو کچھ گردواروں کو دوبارہ تعمیر کیا گیا اور اس کی پائیداری کے لیے سنگ مرمر کا فرش بچھایا گیا۔[8]

دلبر سکھ ڈھلن گردوارے کے انتظام میں ترقی کے بارے میں لکھتے ہیں:

دوسرے گروہ گروانگد کے دور میں شبد کیرتن اور گرو کا لنگر دھرم شالا کا حصہ بنے۔[9]

تمام تاریخی گردواروں کو ایک تنظیم چلاتی ہے جو شروانی گوردوارپربندھک کمیٹی ہے۔ اس کو سپریم مینجمنٹ کمیٹی آف ہم گردوارا ز کہتے ہیں۔ اس کا ہیڈ کوارٹر امرتسر میں گولڈن ٹمپل کمپلکس میں واقع ہے۔ 1920ء میں سکھوں نے شرومانی گردوارا پربندھک کمیٹی کی تشکیل دی تاکہ تاریخی گردواروں کو مہانتوں کے جنرول سے بچایا جاسکے، 1925 میں برطانوی حکومت نے پنجاب سکھ گردوارا ایکٹ پاس کیا اور شرومانی گردوارا پابندھک کمیٹی Shiromani Gurdwara Parbandhak committe تشکیل دی۔ مشرقی افریقہ کے سکھوں نے پہلا گردوارا نیروبی میں 1900ء میں اور کینیڈا میں وین کور میں 1909ء میں تشکیل دیا۔[10]

گردوارہ کی اہمیت

گردوارہ سکھ روایات میں مرکزی ادارے کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا۔ روایتی طور پر گردوارہ مختلف کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ سماجی اور روحانی ادارہ ہے اس کے علاوہ مہمان نوازی کا مرکز بھی ہے۔ جب گردوارے میں داخل ہوں تو سکھ احتراما جھکتے اور اس کی بنیاد کو چھوتے ہیں۔ جوتے اتارتے اور اجتماعی عبادت گاہ کے میدان میں داخل ہونے سے قبل اپنا سر ڈھاپتے ہیں۔[11]

سکھوں کا کہنا ہے کہ جب گردوارے میں مقدس خوراک تقسیم کی جاتی ہے تو یہ خدا اور بندے کے درمیان تعلق مضبوط کرتی ہے۔ ایسا تعلق لوگوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ اور کچھ غیر سکھ لوگ بھی گردوارے میں آتے ہیں اس طرح گردوارہ مہمان نوازی کا کردار بھی ادا کرتا ہے۔[12]

ڈیرہ بابانانک

ڈیرہ بابا گرونانک ضلع گرداسپور میں واقع ہے۔ بابا گرونانک صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام اس ڈیرے پر گزارے یہ علاقہ دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔ گرونانک صاحب روزانہ اس جگہ مراقبہ حاصل کرنے جاتے۔ اس جگہ کی اہمیت یہ ہے کہ بابانانک نے ستر سال کی عمر میں اپنی زندگی کے آخری ایام اس جگہ گزارے اب یہ گردوارو پاکستان میں شامل ہے لیکن سکھوں نے اس گردوارے کی پہر میں اس کے سامنے ایک اور گردوارہ تعمیر کیا جہاں سے ڈیرہ بابانانک دیکھا جاسکتا ہے۔ گروصاحب کا

[7] Golden Temple Marvel of Sikh Architecture, Dr. S.S. Bhatti, Rose Dog books publishers, Pennsylavania, 2013, pg:6

[8] Sikh Shrines in india, G.S. Randhir,central Electric Press, Patiala, 1990, pg:9

[9] Sikhism: Origin and Development, Dalbir Singh Dhillon, Atlanic Publishers and Distributors, New Delhi, pg:197

[10] Sikhism: simple Guides, Siwa Singh Kalsi, Simple Guides Bravo LTD., wwwkuperard.co.uk, Britain, 2007

[11] Sikhism, Kalsi, Sewa Singh, chelsa house publishers, USA, 2005, pg:55

[12] Diaspora and Identity: Perspectives on South Asian Diaspora, Ajaya Kumar Sahoo and Gabriel Sheffer, Routledge Taylor and Francis Group, London, 2014, pg: 87

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ایک چوغہ بھی یہاں رکھا گیا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گرو جی نے مکہ اور مدینہ کے سفر کے دوران یہی چوغہ پہنا تھا۔ لاکھوں لوگ ہر سال چوغہ صاحب دیکھنے یہاں آتے۔[13]

گولڈن ٹمپل

گولڈن ٹمپل 1588ء سے 1604ء کے درمیان تعمیر کیا گیا۔

سید افضل حیدر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

گولڈن ٹمپل کی بنیاد رکھنے کے لیے حضرت میاں میر کو لاہور سے بلایا گیا۔[14]

مغل حکمران سکھ مذہب کے حامی نہ تھے لہذا احمد شاہ ابدالی نے گولڈن ٹمپل کو کم از کم سات مرتبہ تباہ کیا، آخری تباہی 1764ء میں ہوئی۔ گولڈن ٹمپل کی 1604ء کی تعمیر کی تکمیل کے بعد گرو ارجن دیو نے مقدس مزار کے شہر کو ایک وسیع و عریض اور پھلدار شہر میں تبدیل کرنے کی طرف متوجہ ہوا بالکل ایسے جیسے مسلمانوں کے لیے مکہ ہے۔ گولڈن ٹمپل کا اوپری حصہ سونے سے بنا ہے۔ اس کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں بنایا گیا۔[15]

گردوارا جنم استھان

جس مقام پر گرو نانک دیو جی مہاراج کی پیدائش ہوئی تھی وہاں ایک خوبصورت گردوارا تعمیر کیا گیا جس کو گردوارا جنم استھان کا نام دیا گیا ہے۔ یہاں سونے کی ایک پالکی بھی رکھی ہے۔ یاتریوں کے لیے یہاں سینکڑوں کمرے ہیں۔ گردوارہ جنم استھان کی تعمیر بابا دھرم گردوارے چند جی نے شروع کی تھی جو بابا گرو نانک جی مہاراج کے پوتے اور ان کے بیٹے لکھی چند کے صاحبزادے تھے۔ سب سے پہلے گرو نانک جی مہاران کے جنم کی جگہ پر ایک کمرہ بنوایا گیا۔ جسے "کالو کا کوٹھا" کہتے تھے بعد میں اس کو نانکیاں یعنی نانک کا گھر کہا جانے لگا۔ اس کے بعد تقریباً ہر دور میں اس مقدس گردوارے کی توسیع کی جاتی رہی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں اکالی پھولا سنگھ صاحب اور بابا صاحب سنگھ بیدی جی نے موجودہ عمارت بنوائی۔[16]

پانچ کے Five k's

پانچ کے سے مراد سکھوں کی پانچ علامات ہیں۔ کڑا، کنگھا، کیس، کرپان۔ کچھا۔

پانچ کے کی تاریخ

مغل حکمرانوں کے تنازعات گرو گوبند سنگھ کے دور (1675-1708) میں مزید خراب ہو گئے۔ نویں گروہ، شیخ تیغ بہادر (1621-1675) کے عوامی عملدرآمد کے بعد سکھ معاشرے میں ظلم و ستم سہنے کا خوف پھیل گیا اور سکھ شناخت کو چھپانے کے لیے عام تحریک کی قیادت کی۔ جب گرو گوبند سنگھ نے ان دونوں واقعات کو دیکھا تو اس نے ایک جماعت تشکیل دی، جو خالصہ کہلائی، خالصہ کا مطلب ہے خالص یعنی خالص سکھ لوگ۔ اس جماعت میں سکھوں کو پانچ باتوں کا حکم دیا گیا، کیس کنگھا، کڑا، کرپان، کچھا۔ اور خالصہ میں شامل ہونے کے لیے یہ پانچ کام کرنا لازم قرار دیا گیا۔ جب کوئی فرد خالصہ میں داخل ہونا چاہتا تو سب سے پہلے بپتسمہ لیا جاتا ہے اس میں مٹھا پانی پیا اور چھڑ کا جاتا ہے، جس کو تلوار کے ساتھ ہلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے نام کے ساتھ سنگھ کا اضافہ کرتا ہے۔ جس کا مطلب شیر اور پھر پانچ کے اپنانے کا حکم دیا جاتا۔[17]

---

[13] Sikh Shrines in india

[14] بابا گرو نانک، سید افضل حیدر، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2005ء، ص:167

[15] Golden Temple Marvel Of Sikh Archtecture, pg:1,3

[16] سچا سودا، طارق جاوید، حسن پبلشنگ ہاوس، لاہور 2013، ص:208

[17] Gordon melton and Martin Baumann, ABC-CLIO,USA, 2010, V:1, Edition:2nd Religions of the world: A comprehensive Encyclopedia of beliefs and practies, J pg:1399,2631

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

پانچ کے کی اہمیت

سکھوں کے ہاں پانچ سکے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کسی شخص کا ان علامات کو اپنانا اس کے عقیدے اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔

1۔ کڑا

کڑا بازو میں پہنا جاتا ہے جو لوہے اور فولاد کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سونے اور چاندی کا نہیں ہوتا۔ اس کڑے کو دائیں کلائی میں پہنا جاتا ہے۔ کچھ سکھ دو کڑے پہنتے ہیں۔ فولاد، طاقت کی علامت ہے اور دائرہ وہ اتحاد اور اخلاقیات کا شعار ہے۔ کیونکہ دائرے کا کوئی آغاز اور اختتام نہیں ہوتا۔ یہ سکھوں کے خدا سے متعلق نظریے کا شعار ہے جس کے مطابق وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہمیشہ رہے گا اور وہ لافانی ہے۔ دائروی شکل اس بات کی نشاندہی بھی کرتی ہے کہ سکھوں اور خدا کے درمیان اتحاد ہے، اور سکھوں کے درمیان بھی باہمی اتحاد ہے۔ ماضی میں جنگ کے دوران سپاہیوں کی تلوار سے بچنے کے لیے بہت زیادہ کڑے پہنے جاتے تھے۔

2۔ کنگھا

کنگھا، سکھوں کے ہاں ایک خاص علامت ہے۔ یہ بالوں کو صاف رکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جب گرد گوبند سلا جی نے خالصہ کی بنیاد رکھی تو انہوں نے صفائی کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ اس لیے سکھوں کو کہا گیا ہر روز صبح سویرے اپنے بالوں کو دھوئیں۔ پھر اس کو کنگھی کریں اور اس کے بعد بالوں کو اوپر کی جانب سر پر باندھ لیں۔ پھر کنگھے کو اس بالوں کی گرہ میں رکھا جاتا ہے تاکہ بال اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ بالوں میں کنگھا رکھنا سکھوں کو اس بات کی بھی یاد دلاتا ہے کہ انہیں اپنی زندگی میں نظم وضبط رکھنا چاہیے اور خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

3۔ کیس

کیس، بغیر منڈے بالوں کو کہتے ہیں۔ گرو گوبند سنگھ جی نے خالصہ سکھوں کو بتایا کہ اپنے بال نہ کاٹیں اور ان کو خدا کی مرضی کے مطابق بڑھنے دیں۔ بہت سے سکھ اپنے بالوں کو دستار سے ڈھانپ لیتے ہیں اور بچے جب کے بال ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے کہ وہ دستار پہن سکیں تو وہ اپنے بالوں کو صاف رکھنے کے لیے پٹکہ باندھ لیتے ہیں۔[18]

گرو گوبند سنگھ کے حکم نامہ میں گرو گرنتھ میں لکھا ہے۔

"The sikh should come to me wearing long hair. Once a man become a sikh, he should never shave himself."

رتن سنگھ بھانگو اپنی پرچن پنتھ پرکاش میں لکھتے ہیں:

"Keep your hair with loving care. Never cut them with blade".[19]

4۔ کچھا

کچھا چھوٹا ٹراؤزر ہوتا ہے اور عام طور پر کپڑوں کے نیچے پہنتے ہیں۔ اسے مرد اور خواتین دونوں پہنتی ہیں۔ گرو گوبند سنگھ جی کا کہنا ہے کہ خالصہ کو کچھا، یونیفارم کی حیثیت سے پہننا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ بنیادی طور پر یہی کچھ سکھوں کو ہندوؤں سے الگ کرتا ہے جیسا کہ ہندو روایتی طور پر دھوتی یا لمبا چوغہ پہنتے ہیں۔ ہندوؤں کے یہ دونوں لباس جنگ میں لڑتے وقت مشکل کا باعث بنتے جبکہ سکھ بآسانی جنگ لڑ سکتے ہیں۔ ان کپڑوں کو پہننا سکھوں کو اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ انہیں ہمیشہ اپنے مذہب کے دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ آج یہ کچھا بہت سے سکھوں کی عظمت کے طور پر نظر آتا ہے اور انہیں گرو کی تعلیمات کے مطابق اچھی زندگی گزارنے کی یاد دلاتا ہے۔

5۔ کرپان

---

[18] Sikhism, Jon Mayled, Heinemann Educational Publishers, Spain, 2002, pg:21

[19] Guru Gobind Singh: Historical and Ideological Perspective, Madaniit Kaur,Unistar Books Pvt. LTD, Chandigarh, 2007,pg:65

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کرپان، تلوار کو کہتے ہیں۔ جو بہت سے خالصہ کے ممبران نے پہنی ہوتی ہے۔ پہلے پانچ سکھ "پنج پیرے" کی جرات و ہمت کی یاد میں یہ تلوار پہنی جاتی ہے۔ جنہوں نے گرو گوبند سنگھ جی کو اجازت دی کہ وہ اپنے مذہب کی خاطر تلوار سے اپنا سر کٹوانے لے لیے راضی ہیں لہذا یہ خدا پر ایمان اور بہادری کی علامت ہے۔ ایک وقت تھا جب سکھ مغل بادشاہوں کے ذریعے ستائے گئے اور اس وقت نہ صرف انہوں نے اپنے آپ کو بلکہ اپنے ایمان کو بھی بچانا تھا۔ تلوار کا میان میں سے نکالنا کچھ سکھوں کے ہاں بے عزتی شمار کیا جاتا ہے۔ تلوار کو ایک بیلٹ کی اندر رکھا جاتا ہے جو کندھے سے ہو کر نیچے تک آتی ہے کیونکہ تلوار ہتھیار کے طور پر نظر آتی ہے۔ پنجاب سے باہر سکھوں کو کھلے عام تلوار لے کر گھومنے کی اجازت نہیں اس لیے بعض اوقات کنگھے پر تلور کے چھوٹے سے نشان کے ساتھ پہنی جاتی ہے۔[20]

پانچ کے سکھوں کا مذہب اور معاشرے کے ساتھ تعلق ظاہر کرتے ہیں تاہم یہ سکھوں کو معاشرے میں مختلف شناخت، ایک مضبوط قوت، تعلق کا مضبوط احساس، یکجہتی اور قومیت پیدا کرتے ہیں۔[21]

نکی کنندر کور سنگھ کا کہنا ہے:

پانچ کے علامت اور شعار دونوں ہیں جو پہننے والے کی شناخت بھی کرتے ہیں اور پہننے والے کو کائنات پر غور کرنے پر مجبور بھی کرتے ہیں۔[22]

پگڑی کی تاریخ

سکھ مت کے آغاز سے قبل عربی اور ترکی مسلمان حملہ آوروں نے داڑھی اور پگڑی کی حمایت میں فخر محسوس کیا۔ انہیں ہندو غلاموں کا داڑھی رکھنا، لمبے بال رکھنا اور ان کی طرح پگڑی کی حمایت کرنا بالکل پسند نہ تھا اس لیے مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان پر قبضے کے بعد حکم جاری کیا کہ تمام ہندو داڑھی اور مونچھ کاٹ دیں اور پگڑی کی بجائے ٹوپی پہنیں۔ گرو نانک جو سکھ مت کے بانی ہیں اور اس کے بعد آنے والے تو گروؤں نے مسلمان سامراجی حکم کے خلاف بغیر منڈے بال اور پگڑی کی حمایت کی۔ 1699ء میں سکھ کے مقاصد تخصیصی کے وقت گرو گوبند سنگھ نے بغیر منڈے بال اور پگڑی کو سکھ کے لباس کا حصہ قرار دیا۔

پگڑی کی اہمیت

کیس اور پگڑی سکھ مت میں آزادی، انصاف اور امن کو ظاہر کرتے ہیں۔ سکھ اپنی مخصوص شناخت کے لیے پگڑی پہنتے ہیں۔ یہ ظاہر کرتی ہے کہ سکھ نجی اور عوامی زندگی میں اپنی اقدار، قیادت کے لیے کتنے پر عزم ہیں اس سے مراد ہے کہ ان کے مذہب کے بانیوں نے ان کے لیے جو معیار قائم کیے وہ ان سے راضی ہیں۔ سکھوں نے دستار کو شعار کی حیثیت دی اور آج یہ ان کی پہچان بن گیا ہے۔ آج اسے سکھوں کے لباس کا نہ الگ ہونے والا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان کا پگڑی باندھنے کا انداز مسلمانوں اور ہندوؤں سے مختلف ہے جو انہیں مسلمانوں اور ہندوؤں سے الگ ظاہر کرتا ہے اور ہزاروں کے مجمعے میں ایک سکھ بآسانی پہچانا جا سکتا ہے۔[23]

جیسا کہ سکھوں کو بال کاٹنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے سکھ آدمی اپنے بال آگے کی جانب سر کے اوپر باندھتے ہیں اور پھر اس گرہ کو چھپانے کے لیے دستار کا استعمال کرتے ہیں دستار کو باندھنے کے کئی طریقے ہیں عام طور پر بچے کپڑے کا ایک ٹکڑا کئی تہوں کی صورت میں باندھتے ہیں تاکہ تمام بال اس میں چھپ جائیں اس تمام عمل میں تقریباً دس سے پندرہ منٹ لگتے ہیں۔ عورتوں کے لیے فرض نہیں کہ وہ دستار پہنیں لیکن اگر وہ پہننا چاہی تو پہن بھی سکتی ہیں۔ عام طور پر متحدہ عرب امارات میں جو عورتیں سکھ مذہب میں داخل ہوتی ہیں وہ پہنتیں ہیں جبکہ جنوبی پنجاب کی خواتین ایک کپڑے کا باریک سکارف لیتی ہیں۔ سکھ لڑکے تیرہ سے انیس سال کی عمر میں دستار پہننا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے پہلے وہ پٹکہ پہنتے ہیں۔[24]

---

[20] Sikhism, pg:20-23

[21] Guru Gobind Singh: Historical and Ideological Perspective, pg:74

[22] The oxford handbook of sikh studies, pashaura Singh, Louis E. Fenech, Oxford University press, Uk, 2014, pg:451

[23] A complete guide to Sikhism, Jagraj Singh, Unistar Book Pvt. LTD, Chandigarh,2009, pg:70,76

[24] Civil Rights In Wartime:The Post 9/11 Sikh experience, Dawinder S. Sidhu andNeha Singh Gohil, Routledge Taylor and Francis Group, New York, 2016, pg:56

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سکھوں کے ہاں پگڑی اُتارنا سختی سے منع ہے حتی کہ کھانا کھاتے، بیوی سے جماع کرتے، لڑائی کرتے اور شطرنج کھیلتے وقت۔ گرو گوبند تھے پگڑی کے متعلق کہتے ہیں:

"سکھ کو دن میں دو مرتبہ کنگھی کرنی چاہیے اور پھر دستار کو اچھی طرح سے باندھنا چاہیے"۔[25]

مزید کہتے ہیں کہ تلوار اور دستار میری مالا ہے میں اس کو شعار کے طور پر ضرور پہنوں گا۔

My rosary shall be the sword belt and on my turban, I shall wear the emblem of royalty ۔[26]

Ik Onkarاک اونکار

اک اوزکار کا مطلب ہے "خدا ایک ہے"

اک اونکار Ik Onkar کی تاریخ

تمام مذاہب کی بنیاد مذہبی اور روحانی تجربات پر رکھی جاتی ہے اسی طرح سکھ مت میں عظیم گرونانک نے یہ تجربہ کیا اور خود سے کہا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ خدا کے الفاظ میرے اندر سے نکل رہے ہیں۔

“I relate as the Divine words come to me.”

سکھ مت میں خدا کے متعلق نظریہ آدی گرنتھ کے ابتدائی الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

Ek onkar satnam karta purukh nirbhauNiravair akal murat ajuni saibhang gur prasad۔

خدا ایک ہے، وہ لافانی ہے۔ وہ سب سے بلند و برتر ہے۔ وہ تمام چیزوں کا خالق ہے۔ وہ اپنی تخلیق میں سب سے اعلی ہے اس کو کسی کا خوف نہیں۔ وہ زندگی اور موت سے دور ہے۔ وہ اپنے فضل کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔[27]353

گرونانک نے کہا کہ خدا ایک ہے اس کے علاوہ کسی اور دیوی یا دیوتا کی پوجا نہ کی جائے، ان کا کہنا ہے۔

O man, worship none but God, not a thing made by Him, know that He who was in the beginning, unborn invincibleAnd indestructible is God. [28]

اک اونکار مول منتر کا پہلا لفظ ہے۔ گرونانک کے دور سے ہی اس کو لکھا جانے لگا۔ انہوں نے اس کو اپنے ہاتھ (ہتھیلی) پر کندہ کروایا۔[29]

مون کور آرنیجا لکھتے ہیں:

گرو جی کا کہنا ہے کہ خدا کا نام لکھنا اور اسے پر وقت یاد رکھنا ہمیں مکمل طور پر خالص بنا دیتا ہے ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ سب کا خالق ہے۔[30]

اک اونکار Ik Onkar کی اہمیت

---

[25] History of Sikhs from the origin of the nation to the battles of the Sutlej, Joseph 352 History of sikh guru retold Davey Cunningham, John Murray, Albemarle street, London, 1853, pg: 394.

[26] history of sikh guru 1606-1708 C.E, Surjit Singh Gandhi, Atlantic Distributors LTD, New Delhi, 2007, p#475

[27] Religion 21 Century, M.G. Chitkara and Girdhari Sharma, A.P.H. Publishing and, Corporation, New Delhi, 2002,pg:71

[28] History of sikh guru retold 1607-1708 C.E, pg:805

[29] Culturl history of modern India, Dilip M. Menon, Esha betelille Press, New Delhi. 2006, pg: 137

[30] 1k Onkar One God. Simran Kaur Arneja, Ram Shi Graphics, Mumbai, pg:8

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سکھوں کے ہاں اس لفظ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔اس کا نشان بہت سی جگھوں پر پایا جاتا ہے جیسا کہ گردواروں کی دیوار گھروں میں، جھنڈے پر بیج پر۔ان کا کہنا ہے کہ یہ ان کو ایک خدا واہے گرو پر ایمان کی یاددہانی کراتا ہے۔[31]

گرونانک صاحب کا کہنا ہے:

Ek onkar sat nam karta purakh nirbhao Nirvair akal Murat ajuni saibhan guru parsad

خدا ایک ہے!اور اس کی ذات بھی صرف ایک ہے اوہ موجود ہے!خدا مقدس کتاب ہے!خدا سچ ہے خدا سچ کا روپ ہے!اس نے کائنات کو تخلیق کیا!خدا کسی سے ڈرتا نہیں وہ کسی سے بے انصافی نہیں کرتا یہ اس کی مقدس اور شاندار خصوصیات ہیں۔[32]

کھنڈا

گرو ہر گوبند سنگھ صوفی اور سپاہی کے نام سے جانا جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ دو تلواریں رکھتے تھے جو روحانی طاقت اور دنیاوی طاقت کو ظاہر کرتی ہیں یہ تلواریں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سکھ مت کا حصہ اور اس کی نمائندہ علامت بن گئیں جو کھنڈا کے نام سے جانے جانے لگیں۔[33]

کھنڈا کی تاریخ

سب سے پہلے نرملا تھے جنہوں نے کھنڈا کا استعمال سکھ کی نمائندہ علامت کے طور پر کیا کھنڈا کا استعمال غالباً انیسویں صدی میں شروع ہوا۔[34]

ایک روایت کے مطابق تقریباً تمام سکھ سپاہی اس کو اٹھارہویں صدی میں پہنتے تھے۔بابا دیپ سنگھ جو کچھ پہنتے تھے ابھی بھی اکل تخت کے مقدس کمرے میں محفوظ ہے، جس پر وہ مول منتر کندہ کیا گیا ہے جس کی یہ کڑا علامت ہے۔[35]

نرمی پانچ لوگوں کا گروہ تھا جنہیں گرو گوبند سنگھ نے ہندوؤں کے تربیتی مرکز وارانسی (varanasi میں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔)

کھنڈا کی اہمیت

امن لکھ لکھتے ہیں:

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سکے جو مہاراجہ پٹیالہ کے عجائب خانے میں موجود ہیں ان پر کھنڈا کا نشان موجود ہے۔عصر حاضر میں کھنڈا سکھوں کی سب سے مشہور علامت بن چکا ہے اور سکھ اس پر فخر محسوس کرتے ہیں۔[36]

کھنڈا کے درمیان میں دودھاری تلوار ہوتی ہے جو خدا کی تخلیقی قوت کو ظاہر کرتی ہے جو پوری سلطنت کو کنڑول کرتی ہے، یہ زندگی اور موت پر اختیار کی طاقت ہے تلوار کی ایک دھار خدا کے انصاف کو ظاہر کرتی ہے جو ظالموں کو سزا دیتا ہے اور دوسرا کنارہ آزادی کو ظاہر کرتا ہے اور روحانی اور اخلاقی اقدار کے ذریعے اقتدار عطا کرتا ہے۔اور باہر کی جانب دو تلواریں ہوتی ہیں جو روحانی قوت کو اور دائیں جانب والی سیاسی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔اس کو متوازن کرنے کے لیے درمیان میں دائرہ بنایا جاتا ہے۔دائرہ کچھ رہ

---

[31] Sikhism, Jon Mayled, Heinemann, Educational Publishers, Spain, 2002, pg:23

[32] Ek Onkar Satnam: The Heartbeat of Nanak, Taoshobuddha. Author house, 2012. 357. pg:13-14

[33] How and why do Hindus Celebrate Divali. Jean Mead, Evans Brothers Limitted, London, 2008, pg:21

[34] A popular Dictionary of Sikhism, W. Owen Cole and Piara Singh Sabhi, RoutledgeCurzon Tylor and Francis group, New York, 2005, pg:62

[35] Khanda, www.sikhiwiki.org

[36] Origin of khanda symbol, The sikh insignia, Aman Singh, www.sikhphilosophy.net

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

کہلاتا ہے۔ یکھہرا اتمام الٰہی صفات کو ظاہر کرتا ہے، جس میں ہر چیز شامل ہوتی ہے اور مطالبہ کسی چیز کا بھی نہیں کیا جاتا۔ یہ خدا کے ایک ہونے، انصاف کی یکجہتی، انسانیت اور لافانیت کو ظاہر کرتا ہے۔[37]

آج کھنڈا کا نشان ہر چیز پر بنایا جاتا ہے۔ موبائل کور، ہار، چابیوں کے چھلے، غرض ہر جگہ پر یہ نمائندہ علامت نظر آتی ہے۔

نشان صاحب

گردوارا کے ایک جانب تکونی جھنڈ لگایا جاتا ہے۔ اس جھنڈے کو نشان صاحب کہتے ہیں۔[38]

نشان صاحب کی تاریخ

جھنڈے کا تعلق سب سے پہلے گرو انگد سے منسلک ہے۔ گرو امر داس نے اپنے دور کے آغاز میں سفید جھنڈا لہرایا۔ اور گروار جن نے مذہب کا جھنڈا لہرایا تاہم جھنڈا تاریخ کی بہت سی تبدیلیوں سے گزرا اور مختلف شکلیں تبدیل ہوئیں۔ گرودوار جن نے سفید جھنڈا لہرایا اور اس پر اک اونکار لکھوایا جو مول منتر کے ابتدائی الفاظ تھے۔ نشان صاحب سب سے زیادہ گرو ہر گوبند سے مسلک کیا جاتا ہے اور اس کے دور حکومت میں اس کا رنگ اور شکل تبدیل کر دی گئی۔ گرو ہر گوبند نے اس کے لیے زعفرانی رنگ کا معیار قائم کیا۔ یہ رنگ شاید راجپوتوں سے لیا گیا اور وہ لوگ جو خالصہ کے راستے میں شہید ہوئے اور ذاتی قربانیوں سے خاص شناخت حاصل کیا۔ کسی حد تک ایسا بھی ممکن ہے کہ گرو ہر گوبند سنگھ نے جب اک اونکار کا اضافہ کیا تو اسی وقت پر دو تلواریں بھی بنادی گئی ہوں، اور یہ جھنڈے عصر حاضر میں نقش و نگار میں بھی بنائے جانے لگے۔ اٹھارہویں صدی میں جھنڈا سکھوں کی پہچان بنا۔[39]

نشان صاحب کی اہمیت

نشان صاحب گردوارے کا سب سے ممتاز حصہ ہے۔ ہر سال بیساکھی کے موقع پر جھنڈا تبدیل کرنے کی رسم ہوتی ہے جس کو چاردنہ کہتے ہیں۔ یہ عام طور پر تیرہ اپریل کو ہوتی ہے۔ یہ تقریب ارداس کی تلاوت کے ساتھ شروع کی جاتی ہے۔ بہت احترام اور احتیاط کے ساتھ پرانے جھنڈے کو نئے جھنڈے سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ جھنڈے کو پانی اور دودھ سے دھویا جاتا ہے اور پھر خشک تولیے سے اس کو صاف کیا جاتا ہے اس کے بعد نیا جھنڈا نصب کر دیا جاتا ہے اس تمام تقریب کے دوران تمام رضاکار افراد شبد کی تلاوت کرتے ہیں اور نئے جھنڈے کو لگاتے وقت یہ جملہ دہراتے ہیں۔

بولے سونہال ست سری اکل

ترجمہ: ہر وہ شخص جو خدا کا نام لیتا ہے وہ لافانی اور خوشحال ہوتا ہے۔[40]

سفارشات و تجاویز

سکھ مت کی مذہبی علامات کے تاریخی و تہذیبی ارتقاء پر درج ذیل سفارشات پیش خدمت ہیں۔

1. بین الشعبائی تحقیقی مراکز قائم کئے جائیں جو سکھ مذہبی علامات کے تاریخی، تہذیبی اور مذہبی پہلوؤں پر جامع تحقیق کر سکیں۔
2. آرکائیوز اور عجائب گھروں میں سکھ علامات کے نمونے جمع کئے جائیں اور ان کی ڈیجیٹلائزیشن کی جائے تاکہ عالمی سطح پر تحقیق کی سہولت میسر ہو۔
3. سکھ مذہبی علامات کے بارے میں تعلیمی نصاب ترتیب دیا جائے جو مختلف تعلیمی سطحوں کے لحاظ سے ہو اور صحیح تاریخی معلومات پر مشتمل ہو۔
4. مقامی اور بین الاقوامی سطح پر کانفرنسز اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے جہاں ماہرین اس موضوع پر اپنے تحقیقی مقالات پیش کر سکیں۔

---

[37] -RELG:World Robert E. Van Voorst, Cengage Learning, USA,Sandra Brenneman Oldendrof information age publishing Inc., USA, 2011, Pg:204

[38] Sikh shrines in India

[39] The oxford handbook of sikh studies, Pashaura Singh, Louis E Fenech, OxfordUniversity, Press, UK, 2014, pg:320

[40] Sikhism, Kalsi Sewa Singh, Chelsea house publishers, USA, 2005, pg:56

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

5. نوجوان محققین کو اس field میں تحقیق کے لیے مالی تعاون مہیا کیا جائے اور انھیں بین الاقوامی تحقیقی مواقع سے روشناس کرایا جائے۔
6. سکھ مذہبی علامات کے حوالے سے primary sources تک رسائی کو آسان بنایا جائے اور نایاب دستاویزات کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔
7. مختلف مذاہب کے درمیان مکالمے کے forums قائم کئے جائیں جہاں سکھ مذہبی علامات کے بارے میں باہمی تفہیم کو فروغ دیا جا سکے۔
8. سکھ مذہبی علامات کے معاصر تشریحات پر تحقیق کو فروغ دیا جائے اور نئی نسل کے نقطہ نظر کو شامل کیا جائے۔
9. بین الاقوامی تعاون کو مضبوط بنایا جائے تاکہ سکھ مذہبی علامات کے ارتقاء کے مختلف پہلوؤں پر عالمی سطح پر تحقیق ہو سکے۔

ان سفارشات پر عمل درآمد سے نہ صرف سکھ مذہبی علامات کے تاریخی و تہذیبی ارتقاء کے حوالے سے علمی خلا پر قابو پایا جا سکے گا بلکہ بین المذاہب ہم آہنگی اور باہمی تفہیم کو فروغ دینے میں بھی مدد ملے گی۔

نتائج تحقیق

اس تحقیقی جائزے کے نتائج سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سکھ مت کی مذہبی علامات محض ظاہری شکلیں نہیں بلکہ گہرے تاریخی، تہذیبی اور روحانی معانی کی حامل ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق، یہ علامات سکھ مت کے ارتقائی سفر کی زندہ دستاویز ہیں جو پندرہویں صدی سے لے کر آج تک اس مذہب کے ساتھ چلتی آ رہی ہیں۔ ہمیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ ہر علامت در حقیقت سکھ تاریخ کے ایک مخصوص دور کی عکاسی کرتی ہے- مثال کے طور پر پانچ ککے کی شروعات گرو گوبند سنگھ کے دور میں ہوئی جب سکھ برادری کو اپنی شناخت کے تحفظ کے لیے مضبوط علامات کی ضرورت تھی۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سکھ مذہبی علامات کو سمجھے بغیر نہ تو سکھ مت کی فلسفیانہ بنیادوں کو صحیح طور پر سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی جنوبی ایشیائی ثقافتی ارتقاء کی مکمل تصویر بنائی جا سکتی ہے۔ یہ علامات در حقیقت ہندو اور اسلامی تہذیبوں کے درمیان ایک ثقافتی پل کا کام کرتی ہیں، جیسا کہ اک اونکار کے تصور میں واضح نظر آتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر خاصا اطمینان ہوا کہ سکھ مت کی یہ علامات وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف زندہ رہی ہیں بلکہ انہوں نے نئے دور کے تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھالا بھی ہے۔ مغلوں کے دور سے لے کر برطانوی استعمار تک، اور پھر موجودہ عالمگیریت کے دور تک، سکھ مذہبی علامات نے ہر دور میں نئے معنی اختیار کیے ہیں۔ آج جب کہ سکھ برادری پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، ان علامات نے بین الاقوامی شناخت کا روپ دھار لیا ہے۔ ہمارا ماننا ہے کہ یہ تحقیق نہ صرف مذہبی مطالعات بلکہ ثقافتی anthropology کے میدان میں بھی اہم اضافہ ہے۔

اس تحقیق کے دوران سب سے زیادہ متاثر کن بات یہ معلوم ہوئی کہ سکھ مذہبی علامات کبھی جامد نہیں رہیں بلکہ ہمیشہ متحرک اور تبدیلی پذیر رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی یہ علامات نئی نسل کے لیے اتنے ہی متعلقہ ہیں جتنے کہ صدیوں پہلے تھیں۔ یقین ہے کہ اس تحقیق کے نتائج نہ صرف علمی حلقوں میں بلکہ عام قارئین کے لیے بھی یکساں مفید ثابت ہوں گے۔

راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ سکھ مذہبی علامات در حقیقت ایک زندہ ثقافتی ورثہ ہیں جو ماضی اور حال کے درمیان ایک نادر کڑی کا کام کر رہی ہیں۔ یہ نہ صرف سکھ برادری کی اجتماعی memory کو محفوظ رکھتی ہیں بلکہ انسانی ثقافت کے ارتقائی عمل کو سمجھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ تحقیق آنے والے محققین کے لیے راہ ہموار کرے گی اور مذہبی علامات کے مطالعہ میں نئے دروازے کھولے گی۔